ڈاکٹر ثوبیہ اسلم
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

پنجابی دینی ادب کے رجحانات کا ایک اجمالی جائزہ

An Overview of Trends in Punjabi Religious Literature

Abstract:

Punjabi was not taught for itself but facilitated the learning of Persian. It was the means of an educational and the learning of Persian. Most of the books mentioned in this article were the standard text in Arabic and Persian taught in the Madrasas. Out of these Muhammad Shafi, the informant of Sufi, places only Anwa Baran among the Punjabi books. Both Shafi and Sabir place Raziq Bari, Wahid Bari and Nam e Haq among Persian books but there is a copy of certain Wahid Bari, the name of whose author is lost, in the British library. It was probably written in 1621-22 in order to teach Persian to students on the pattern of the well-known Khaliq e Bari. The meanings of Persian words were conveyed through their Punjabi equivalent. The difference was that in Khaliq Bari, the lexicon within Hindvi (old Urdu), Persian and Arabic while in Wahid Bari the facilitating language is Punjabi. The Punjabi Islamic literature contributes a lot as in our villages in Punjab. There is no proper educational system existed except Madrasas, which were established in the Mosques of villages. Most of the literature is in poetry which was

learnt by heart by the children of the villages. Normally, Paish Imam was a poet, calligrapher and also a preacher. It was due to this literature, mother sing this literature all the time and shift the same to another generation. Through this research one can recall his memory as most of the literature has been reached their generation through their mothers.

Keywords: *Literature Contributes, Persian Learning, Lexicon, Preaching of Religion, Memory Recalling Overview.*

رسالہ 'لڑی':

پنجاب میں دینی موضوعات پر رسائل اور روٹیاں یعنی کچی روٹی، مسّی روٹی، پکی روٹی لکھنے کا سلسلہ شروع کیا گیا، جو کہ معاشرتی مسائل کا حل آسان زبان میں پیش کرتے تھے۔

رسالہ 'بے نمازاں و بے روزاں':

مولوی محمد عبداللہ مرحوم نقشبندی مجددی موضع ملکھانوالہ چک نمبر ۲۲۶ ضلع فیصل آباد نے رسالہ 'بے نمازاں و بے روزاں، تصنیف کیا جو کہ منظور احمد برادر مولوی محمد عبداللہ مرحوم کے توسط سے حاجی محمد شفیع فیصل آباد نے شائع کیا، جس میں بے نمازوں اور روزہ خوروں کو عذاب جہنم سے ڈرایا گیا ہے اور نمازی اور روزہ دار کے لئے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ مولوی عبداللہ مرحوم اپنے بارے میں اس رسالہ میں لکھتے ہیں:

عبداللہ وعظ سناوے　　　رب دی طرف بلاوے
ویلا گذردا جاوے　　　نیڑے آئی اے گور
بے نمازا بھیڑیا اس غفلت نوں چھوڑ
سن لے پتہ نشانی　　　ملکھاں والا نورانی
نیڑے فیصل آباد جانی　　　جے تدھ ملنے دی لوڑ
بے نمازا بھیڑیا اس غفلت نوں چھوڑ (1)

یہ بنیادی طور پر دو رسائل کا مجموعہ ہے جس میں ایک حصہ نماز کی حُرمت کے بارے، جبکہ دوسرا رسالہ بے روزاں ہے جو پنجابی شاعری میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں پند و نصائح پر مبنی ہے جو ۸،۸صفحات کی دو کاپیاں چھاپی گئی ہیں۔ رسالے میں اللہ کی عظمت، آخرت، قبر کے عذاب سے ڈرانا، نماز اور روزے کی پابندی کی تلقین، وقت کی قدر، دنیا داری اور دینداری میں توازن جیسے موضوعات کے ساتھ ساتھ پیغمبروں کی تلمیحات اور اسلامی تاریخی واقعات کی روشنی میں پختگی ایمان پر زور دیا گیا ہے۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

ساڈا نبی فرماوے ویلا حشر جاں آوے
گرمی سخت جلاوے دوزخ پاوے گا شور
بے نمازا بھیڑ یا اس غفلت نوں چھوڑ (2)

مولوی عبدالکریم جھنگوی نے 'نجات المومنین' تصنیف کیا۔ حافظ عبدالکریم جھنگوی کے جنم کے بارے میں کوئی درست معلومات نہیں ملتیں، مگر انہوں نے اپنے کلام میں صرف یہ اشارہ دیا ہے کہ وہ جھنگ مگھیانہ کے قریب کسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ جبکہ وہ لکھتے ہیں:

دیہہ مگھیانہ جھنگ کول بندے دی گزران
رکھے رب دوہیں جہانیں ثابت نال ایمان (3)

کتاب کے ترقیمہ سے پتہ چلتا ہے کہ 'نجات المومنین' ۱۰۸۶ھ/۱۶۷۵ء میں تصنیف ہوئی:

ہجرت ہِک ہزار بھی اُپر چھیاسی جان
ایہہ رسالہ فقہ دا کیتا رب آسان
دو سے اٹھائی بیت نیں چالی فصل پچھان
پڑھے سنے کو آدمی اس وچ بہشت مکان
نام 'نجات المومنین'، 'ایس کتاب' جان
پڑھ کے کر سی عمل جو رہسی وچ ایمان
اے مسائل فقہ دے پڑھ کے رکھو یاد
تا ہووو دن حشر دے دوزخ کنوں آزاد

فرض مسائل دین دے ہندی کر تعلیم
کارن مومن امیاں جوڑے عبد کریم (4)

ان اشعار میں رسالے کا سن تصنیف، نام اور موضوع کی طرف واضح رہنمائی مل جاتی ہے اور یہ اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ لکھتے وقت مولوی عبدالکریم کی عمر کم از کم چالیس پچاس کے لگ بھگ ہوگی۔ اس زمانے تک جس دور میں یہ رسالہ لکھا گیا ہندی پنجابی کو ہندی ہی کہا جاتا تھا۔ اس چھوٹے سے رسالہ میں دینی مسائل کو بڑے واشگاف اور سلیس پنجابی میں واضح کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ گھر گھر پڑھا جاتا تھا۔ اسلامی مدارس کے ابتدائی نصاب کا ایک اہم جزو تھا۔ جب انیسویں صدی عیسوی میں چھاپہ خانہ کا رواج ہوا تو یہ کتاب 1877ء میں مطبع سلطان لاہور سے پہلی بار شائع ہوئی۔ تاجروں نے پیسہ کمانے کے لئے اور کاتبوں کے روایتی تبحر علمی کی وجہ سے اصل متن کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ مولوی عبدالکریم کے اس رسالے کے علاوہ دو اور کتابوں یعنی 'نجات الایمان' اور 'معیار الایمان' کا بھی پتہ ملتا ہے۔ مگر یہ دونوں کتب نایاب ہیں۔ معروف محقق حافظ محمود شیرانی اپنی کتاب 'پنجاب' میں اردو ص 54 پر لکھتے ہیں کہ پنجابی میں ایسی تالیفات کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔

> عالمگیر کے عہد سے بچوں کی تعلیم کے لئے متعلقہ کتب کے نصاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جن کا ذریعہ تعلیم پنجابی ہے۔(5)

پروفیسر ضیا محمد اپنی کتاب 'یادگار وارث' کے ص ۴۳ پر لکھتے ہیں کہ:

> ''جہانگیر کے عہد سترہویں صدی عیسوی میں نصاب تعلیم پنجابی میں بننے لگا تھا۔''(6)

اس سلسلہ میں مولوی عبدالکریم کے یہ رسائل مولوی حبیب اللہ فقیر اخبار درزی کے 'اخبار الآخرت' 1104ھ میں اور 'فقہ اصغر' لکھی۔ 1114ھ میں عبدالرحمان منہاس کا 'بحر المسائل' اور حافظ محمد سعید نابینا کا رسالہ 'قرأت' مدتوں تک اسلامی مدارس میں پڑھائے جاتے تھے۔

غرض بے شمار علماء اور دانشوروں نے شریعات اور مذہبیات کو اپنا موضوع بنایا۔ اس دور میں بہت سارا اسلامی لٹریچر پنجابی زبان میں ملتا ہے۔ رسالہ 'نجات المومنین' فارسی عنوانات کے

تحت فقہی مسائل پر لکھا ہے، جو اب تک بھی ایم اے پنجابی کے نصاب کا حصہ ہے۔ (7)

مواعظ نوشہ پیر المعروف نوشہ پیر دیاں سمجھا ویناں:

حاجی محمد نوشہ گنج بخش المتولد ۹۵۹ھ۔ المتوفی ۱۰۶۴ھ

پنجابی زبان میں چار مواعظ کا مجموعہ ہے جس کو شرافت نوشاہی نے مرتب کر کے مولانا محمد لطیف قادری نوشاہی نے راج گڑھ لاہور سے شائع کیا۔ اس رسالے کا سن تصنیف ۹۹۰ھ درج ہے۔ سال ترتیب ۱۵ محرم، ۱۳۸۸ھ ہے اور سن اشاعت ۱۳۸۸ھ درج ہے۔ اس میں شامل پہلے وعظ کا موضوع کافروں اور مومنوں کی حالت نزع، موسیٰ اور فرعون کا قصہ، عصائے موسیٰ کے معجزے، خدا تعالیٰ کی قدرتیں ہیں جبکہ دوسرے وعظ کا موضوع قلب کی صفائی، توبہ کا فائدہ، قیامت کا حال ہے، جبکہ تیسرے وعظ کا موضوع سائیں والوں کی راہ پر چلنا ہے اور چوتھے وعظ کا موضوع صالح پیغمبر کا قصہ اور سائیں والوں کی برخلافی اچھی نہیں ہے۔ ان چاروں مواعظ میں تصوف اور توحید کے بڑے مسائل کو نہیں چھیڑا گیا بلکہ الظاہر عنوان الباطن کے حکم کے مطابق لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بھی ایم اے پنجابی کے نصاب میں اور سی ایس ایس کے نصاب میں آج بھی شامل ہے۔ ایک وعظ سے اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

> ''بابا سائیں والیاں فرمایا ہے جو سائیں خود مختار ہے جو مندا ہیس بندہ ہیس۔ اوہ جویں رکھے تویں رہیے اوس تے کسے دا حکم ناہیں اوہ سب دا حاکم ہے، کون سائیں نوں آکھے ایویں نہیں تے ایویں کر۔''(8)
>
> بابا ہک پھوکا اسرافیل دا بناوٹ دے ڈھان والا جیوندیاں دے مارن والا ہے تے دوجا پھوکا ڈھٹے اُسارن والا تے موئے جگاون والا ہے۔ ایہہ بھی سبھو حکم نال ہے۔''(9)

نومسلم لوگ دین اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند تھے۔ اس لئے انہوں نے مساجد، صوفیا کی درسگاہوں اور فقہا کی طرف رخ کیا۔ بابا فرید ۱۲۸۰ھ۔۱۱۸۸ھ نے اپنے دور کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے پنجابی شاعری کی بنیاد مذہب پر رکھتے ہوئے

اپنی شاعری میں محبت الٰہی اور معرفت الٰہی، قلب صفائی، نیک عمل، اسلام کی سچائی، عبادت اور ریاضت پر زور دیا۔ شیخ ابراہیم فرید ثانی (۱۴۵۰ء۔۱۵۷۵ء)، گورو نانک (۱۴۶۹ء۔۱۵۳۹ء) اور شاہ حسین (۱۵۳۹ء۔۱۵۹۹ء) نے بھی اپنے کلام میں دنیا کے فانی ہونے، مخلوق سے پیار کرنے، نیک عمل کمانے اور اچھے اخلاق کی ہدایت کی۔ پنجابی میں فقہی ادب کا آغاز اکبر بادشاہ کے دور سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اکبر نے جب اسلام اور دوسرے مذاہب کے بارے میں اپنا الگ دین الٰہی جاری کر دیا تھا تو پنجاب کے صوفیاء نے اکبر کے اس اقدام کی مخالفت میں دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا کام مزید تیز کر دیا۔ ان میں شاہ حسین، نوشہ گنج بخش اور سلطان باہو (۱۱۰۲ھ۔۱۰۳۸ھ) کے نام قابل ذکر ہیں۔ پنجابی فقہا میں سب سے پہلے عبدی کودھن کا نام آتا ہے کیونکہ اس نے پنجابی شاعری میں باقاعدہ فقہ کی ابتداء کی عبدی کودھن باتو کا رہنے والا تھا۔ اس نے پنجابی نظم میں فقہ کے حوالے سے ایک رسالہ 'مہتدی، کے نام سے ۹۹۷ھ بمطابق ۱۵۸۸ء میں لکھا، اس کے سن تصنیف کے بارے میں لکھا ہے:

نو سے ورہے ستانویں جاں گذارے وچ شمار
پچھے ہجرت مصطفیٰ تدن تھیا طیار(10)

یہ رسالہ کچھ مسائل کے اضافہ کے ساتھ ۱۹۱۱ء میں 'فرائض بابو، کے نام سے چھپا اور اسے لاہور سے منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز نے چھاپا۔ رسالے میں حمد اور نعت کے بعد ایمان کی شرائط، اسلام کے واجبات، شریعت کے احکام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مسائل، وضوع کے فرائض، سنتیں اور مستجب نماز توڑنے والے عوامل، غسل اور تیمّم کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

فرض مسائل دین دے جتنے آکھے میں
پڑھے جو کوئی بھائیو خوف نہ ہووے تیں
فرض وضو دے چار نیں سمجھے بجھ بھرا
سبھے دھون منہ دو ہتھ بھی جو ہے امر خدا

اس رسالہ کے آخر میں ایک اور رسالہ 'مہتدی، کے نام سے شامل ہے۔ عبدی کودھن

کے بعد مولوی عبداللہ عبدی لاہوری نے ۱۰۲۵ھ بمطابق ۱۶۱۶ء میں رسالہ 'تحفہ الفقہ' لکھا۔ مولوی عبداللہ عبدی نے ۱۰۲۵ھ سے لے کر ۱۰۷۵ھ تک ۵۰ سالوں میں فقہ کے بارے ۱۲ رسالے تحریر کئے جس کا نام 'باراں انواع' رکھا۔ مولوی عبداللہ لاہوری ملکہ ہانس ضلع ساہیوال کے رہنے والے تھے جو بعد میں ہجرت کر کے لوہاری دروازہ، چوک جھنڈا لاہور میں آباد ہو گئے۔ ساری زندگی آٹا پیس کر روزی کمائی اور فقہ کے رسائل لکھ کر دینی خدمت کی۔ ان کے خیالات عبدی کو دھن سے بھی لگا کھاتے تھے۔ ان کی تعریف میاں محمد بخش نے بھی کی ہے، جیسے:

عجب لگائیوس ، باغ فقہ دا دائم وچ بہاراں
اس گلشن دے سیر کریندے پاون خیر ہزاراں
شہر شریعت دے وچ جس نے خوب بازار سجایا
ہر مسائل دینی والا سودا بہت پوایا(11)

تاریخی اعتبار سے اورنگ زیب کا دور (۱۶۵۹ء۔ ۱۷۰۷ء) میں فقہ پر بہت کام ہوا جس کا ثبوت فتاویٰ عالمگیری ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے اس دور کے پنجابی فقہ کی تعلیم وتصنیف کے بارے میں لکھا ہے:

''اورنگ زیب کے زمانہ سے ہی پنجابی زبان میں بچوں کے لئے نصابی کتابوں کے لکھنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کھرمل رائے سنامی ۱۱۰۵ھ ایزدباری اور امید نے ۱۱۰۶ھ، اللہ باری تالیف کی۔ عبدالرحمٰن بن قاسم قصوری نے فارسی نامہ لکھا۔ وارث شاہ نے بھی اپنی کتاب ہیر رانجھا میں رازق باری اور واحد باری کا ذکر کیا ہے۔''(12)

وارث شاہ نے ''ہیر'' میں دینی ادب کا ذیل کے بند میں کھول کر بیان کیا ہے۔

فتاویٰ برہنہ منظوم شاہاں نال زبدیاں حفظ قراریا نیں
معارج النبوت خلاصیاں توں روضہ نال اخلاق پیاریا نیں
زرّادیاں دے نال شرح مُلّاں زنجانیاں نحوبتاریا نیں
کرن حفظ قرآن، تفسیر دوراں غیر شرح نوں دریاں ماریا نیں(13)

اک نظم دے درس ہر کرن پڑھدے نام حق اتے خالق باریاں نیں
گلستاں بوستاں نال بہادر دانش طوطی نامہ تے رازق باریاں نیں
منشات نصاب نے ابو الفضلاں شاہنامیوں واحد باریاں نیں
قران السعدین دیوان حافظ شیریں خسرواں لکھ سواریاں نیں(14)

اس دور میں پنجابی کا ایک اور نمایاں شاعر حافظ برخوردار پ ۱۰۳۰ھ ہے، جو ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال کے گاؤں تخت ہزارا کا تھا۔ اس نے پنجابی میں کئی عشقیہ قصے لکھے اور فقہ کے بارے ۱۹ رسالے لکھے جو انواع حافظ برخوردار کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ۱۸ رسائل کی فہرست احمد حسین قریشی قلعداری نے اپنی کتاب 'پنجابی ادب کی مختصر تاریخ' میں دی ہے۔

(۱) شمس العلوم (۲) بحر العلوم (۳) فقہ اجمال (۴) مفتاح المصلیٰ (۵) نجات المسلمین (۶) شرف النکاح (۷) تنبیہ المفسدین (۸) رسالہ نماز (۹) بحر العلوم (۱۰) سایہ اصلی (۱۱) میزان شریعت (۱۲) مفتاح الفقہ (۱۳) مسئلہ بانگ و نکاح (۱۴) شرح الحمد الشریف (۱۵) رسالہ بوھل نماز (۱۶) شرح خلاصہ کیدانی (۱۷) مفتاح السعادت (۸) سراج المعاملات۔(15)

رسالہ 'بوھل نماز، ۱۱۷۶ھ کے قریب کی تصنیف ہے۔ نماز کے بارے میں فقہی مسائل نثری میں شاعر نے ٹیکسالی زبان استعمال کی ہے۔ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معلومات دینے کی کوشش کی ہے، جیسے:

ترے پانیاں اتے اک ٹوپہ سنتاں دا
سنتاں اندر وضو دے تیراں(16)

اسی زمانہ میں بچوں کی تعلیم کے لئے دین اور فقہ پر بہت سی کتب لکھی گئیں، جن میں پکی روٹی، مٹھی روٹی اور مِسّی روٹی زیادہ مقبول ہوئیں۔ سب کا انداز ایک جیسا ہے۔ یعنی پہلے سوال اور پھر جواب دیا گیا ہے۔

پنجاب کے دینی ادب میں 'روٹیوں، کی روایت:

پنجابی کے دینی ادب میں 'روٹیوں، کی روایت بہت پرانی ہے۔ اس قسم کے ادب کی شروعات ۱۷ویں صدی عیسوی سے ہوتی ہے، جب پنجابی میں سب سے پہلے پکی روٹی خورد لکھی گئی، اس کے بعد روٹیوں کی یہ روایت چلتی رہی۔ یہ روٹیاں نثر اور نظم میں لکھی گئیں۔

پکی روٹی خورد یا چھوٹی پکی روٹی، جہاں تک اس کے سن تصنیف کا تعلق ہے یہ اندازا لگایا جا سکتا ہے کہ وارث شاہ نے جہاں اپنی ہیر میں اور کتابوں کا ذکر کیا ہے، پکی روٹی کا ذکر نہیں کیا، لیکن ہیر میں ایک فارسی رسالہ 'قاضی کتب، کا ذکر کیا ہے جو بالکل پکی روٹی کے انداز والا ہے۔(17)

19ویں، 20ویں صدی میں روٹی کی یہ روایت آگے بڑھی، پکی روٹی خورد کے بعد پنجابی کے مشہور شاعر اور عالم دین قلعے والے مولوی غلام رسول نے اس طرز پر 'پنج باب، لکھی۔ اس کے بعد کم از کم پانچ پکی روٹیاں اور لکھی گئیں۔ مولوی محمد دین چوہر کالونی کی پکی روٹی ۱۸۶۴ء میں چھپی۔ رحیم بخش کی پکی روٹی ۱۸۷۷ء میں چھپی جبکہ قاضی ضیاء اللہ کی پکی روٹی ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی۔ دو منظوم پکی روٹیاں بھی لکھی گئیں جن میں ایک گلزار، خطبات اور مرثیے لکھنے والے مشہور پنجابی شاعر مولوی حبیب اللہ کمبوہ نے لکھی جو ۱۹۲۲ء میں چھپی اور دوسری مفتی حسن دین نے لکھی جو بیسویں صدی کی پہلی چوتھائی میں چھپی۔ آخر الذکر سوالاً جواباً ہے۔ مولوی قادر بخش احمد آبادی نے اپنی کتاب کا نام مٹھی روٹی رکھا۔ اس ضخیم کتاب میں ۸۱ عنوانات کے تحت اسلامی فقہ کے مسائل سادہ اور پر اثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ سن تصنیف کے بارے ترقیمہ میں لکھتے ہیں:

> ''احقر العباد فقیر قادر بخش احمد آبادی کے جد میں تصنیف تالیف علوم ثلاثہ یعنی صرف ونحو ومنطق تھیں، فارغ ہو یا چاہیا کہ اک کتاب علم فقہ دی تصنیف کیتی ونجے تا کہ لوکاں نوں کتب متعلقہ تھیں نجات ہووے تے عوام وخواص نوں فائدہ دیوے اتے نام اسدا مٹھی روٹی رکھیا گیا۔''(18)

سید میر حسین ہزاروی کی کتاب مِسّی روٹی نظمیہ ہے۔ یہ ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں لکھی گئی اور مصنف کی زندگی میں ہی چھپ گئی۔ اس کتاب میں ایمان، طہارت اور نماز کے ضروری مسائل درج ہیں۔ احوال مصنف کے مطابق سید امیر حسین کنیت ابوالمظفر اور والد کا نام لعل حسین تھا اور اس کا مسکن قریہ مومن علاقہ ہزارہ تھا۔ اس کتاب کا ایک ایڈیشن محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور نے مفتی محمد الدین سے ھبہ رجسٹری سے حاصل کر کے ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۹۳۲ء میں شائع کیا۔ جب کہ اس وقت مصنف خود وفات پا چکے تھے۔

اس کتاب کے ''سبب تصنیف کتاب، کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

نام کتاب اس مِسّی روٹی اپنی آپ رکھایا
مینوں اس دے لکھنے اتے راغب اوس کرایا
بہت ضروری چند مسائل اس وچ درج کرائے
فقہ کتاباں چُن چُن مسئلے محنت نال لکھائے
وحدانیت رب دی اوّل لوکاں نوں سمجھاواں
سبھ تھیں پہلے لکھاں اوس نوں شرکوں دور ہٹاواں (19)

آخری مغلیہ دور میں موضع چودھووال ضلع گجرات کے رہائشی مولوی حبیب اللہ فقیر تھے۔ درزی کا کام کرتے تھے اور چھوٹے بڑوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ انہوں نے 'فقہ اصغر، اور 'اخبار الآخرت، دو کتب لکھیں جن میں کل ۱۵۰۰ بیت ہیں۔ 'اخبار الآخرت، ۱۱۰۴ھ کی تصنیف ہے۔ اس میں قیامت، جنت اور دوزخ کے بارے میں مسائل شامل ہیں۔ فقہ اصغر کے اشعار کی گنتی ۹۹۰ ہے۔ قیامت کی نشانیوں کے بارے میں حبیب اللہ فقیر لکھتے ہیں:

کرن ترک نماز تھیں ہور جماعت تھیں
اوس نوں سہل جو جان سن کافر ہون تھیں
ہور علامت بجھ توں کرسن بہت خیانت
ناحق غبن جو بیع وچ دیسن چھوڑ دیانت (20)

خواجہ فرد فقیر ۱۷۰۴ء گجرات کے ایک مشہور شاعر تھے۔ بڑے نیک پارسا بزرگ تھے۔

عربی، فارسی، فقہ، حدیث کے عالم اور اونچے درجے کے پنجابی شاعر تھے۔ ان کی تصانیف میں رسالہ 'روشن دل'' 'کسب نامہ'' 'بافندگان'' 'کسب نامہ حجامہ'' 'باراں ماہ'' 'سی حرفی، اور رسالہ 'ترتیب الصلوٰۃ، ملتے ہیں او رسالہ 'ترتیب الصلوٰۃ، میں خاص طور پر فقہی مسائل لکھے گئے ہیں۔ مسلمان کے ایمان کے بارے فرد فقیر رسالہ 'روشن دل، میں لکھتے ہیں:

جے کوئی تیوں آئیکے پچھے ایہہ بیان
کتھوں ہویوں دس کھاں کد دا مسلمان
اگوں اس نوں دس توں نال زبان حلیم
میں ہویا دور میثاق دا مسلمان قدیم (21)

اس دور میں کمال الدین بھنو ولد مولوی خیر الدین نے فقہی مسائل بابت ایک کتاب ۱۱۱۲ ھ میں لکھی جس میں ایمان کی شرائط بیان کی گئیں:

ایمان آنن غیب تے پہلی شرط ایمان
خبراں غیب خدائے نوں ہور کسے نہ جان (22)

۱۱۱۴ھ میں اورنگ زیب کا ۴۷ واں سن جلوس تھا، عبدالرحمان منہاس نے فقہی مسائل پر ایک کتاب 'بحر المسائل، لکھی جس میں کل ۳۰۱ شعر ہیں۔ شاعر نے حمد و نعت کے بعد وضو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے مسائل بیان کئے ہیں۔ ایمان کے بارے میں لکھتے ہیں:

من خدا رسول نوں نال اقرار زبان
دل تھیں کر کے سچ من ایہہ دو رُکن ایمان(23)

اس زمانہ میں علاول خان ولد درویش محمد نے رسالہ 'مقدمات الانوار، نظم میں لکھا، یہ ابھی مکمل نہیں چھپا، اس میں علاول خان نے نکاح، حق مہر، طلاق، زنا، حلال اور حرام کے مسائل نظمائے ہیں۔

عورت مرد اک صاحب دے ہوون جے غلام
صاحب راضی اوہناں نہ ھووے وچ نکاح کلام (24)

سکھ دور میں مغل بادشاہ ابوالعدل معز الدین، عالمگیر ثانی کے دور میں میر منوں پنجاب کا

گورنر تھا۔ اس نے سکھوں کو نکیل ڈال کر رکھا ہوا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی بیوہ مراد بیگم پنجاب کی گورنر رہی۔ اس زمانے میں احمد شاہ ابدالی نے پنجاب پر چوتھا حملہ کیا اور پنجاب فتح کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو پنجاب کا گورنر بنا دیا۔ لیکن بعد میں سکھوں نے آدینہ بیگ کی مدد سے اپریل ۱۷۵۸ء کو پنجاب پر قبضہ کر لیا اور بعد میں سکھوں نے آدینہ بیگ کو لاہور سے نکال کر اپنی حکومت بنائی۔ سکھوں نے جسّا سنگھ کلال کو اپنا حکمران مان کے اس کے نام کا سکہ جاری کر دیا۔ (25)

سکھ گردی شروع ہوگئی، مذہبی آزادی چھین لی گئی، اس دور میں کچھ صوفیا کرام نے دین اسلام کی شمع کو روشن رکھا۔ اس زمانے میں پنجابی میں فقہی ادب لکھنے والوں میں حافظ خان محمد، مولانا غلام محی الدین قصوری، مولوی عبدالنبی اور قادر بخش وزیر آبادی کے نام نمایاں ہیں۔ حافظ خان محمد سیالکوٹی نے ۱۲۴۲ھ میں رسالہ 'مفید العلما، لکھا جو انواع حافظ کے نام سے مشہور ہے۔

انگریزوں نے جب سکھوں پر ۱۸۴۹ء میں مکمل فتح پائی تو مسلمانوں کو علم و استبداد سے نجات ہوئی۔ مساجد کی رونق عود کر آئی۔ اس دور میں فقہ پر بہت سی کتب نظم و نثر میں لکھی گئیں۔

حافظ محمود شیرانی پنجاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''دیسی زبانوں میں نصاب لکھے جانے کی تحریک تقریباً ایک ہی زمانے میں نمودار ہوتی ہے۔ سب سے پہلے یہ نصاب اردو زبان میں شروع ہوئے۔ اس کے بعد ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی زبانوں میں لکھے جانے لگے۔ پنجاب نے اس تحریک کو بے حد فروغ دیا اور ایسے نصاب جن میں ذریعہ تعلیم پنجابی تھی، کثرت کے ساتھ لکھے گئے۔''(26)

حافظ شیرانی جسے اردو زبان بتاتے ہیں، یہ اردو نہیں بلکہ ہندوستانی فارسی ہے۔ وہ جس عہد کا ذکر کر رہے ہیں تب یہاں فارسی قابضین کی حکومت تھی اور انہوں نے اپنی مادری زبان کو پنجاب کی سرکاری زبان کا درجہ دے رکھا تھا۔ جو راجہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں بھی قائم رہا، چونکہ راجہ رنجیت سنگھ کی کوئی تعلیمی پالیسی نہ تھی، ان کی ترجیحات میں پنجاب میں امن قائم کرنا اور اس کی حدوں کو وسیع کرنا ہی شامل رہا۔ شیرانی مذکورہ بالا تحریر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ہم ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بعد کے زمانے کا ذکر نہیں کر رہے ہیں بلکہ سکھا شاہی اور مغلیہ دور کا۔ یہ امر موجودہ نسل کے لئے باعث حیرت ہو، مگر مجھ کو اس صداقت کے اظہار میں کوئی تامل نہیں ہے کہ اور صوبوں سے قطع نظر اردو زبان پنجاب میں قدیم سے ملکی زبان مان لی گئی ہے۔''(27)

یوں ہندوستانی فارسی جو کہ سرکاری زبان تھی، کو اُردو یا اردو کی ابتدائی شکل بتانا یا تو علمی مغالطہ ہے یا پھر سیاسی بیان۔ بہرحال حافظ شیرانی جب یہ کہتے ہیں:

''ہمارے اسلاف کا رویہ اس مسئلے کے متعلق بالکل واضح اور قطعی تھا۔ انہوں نے پنجاب میں پنجابی کے ساتھ اردو کو فراموش نہیں کیا تھا۔ گویا پنجاب میں دو زبانیں ذریعہ تعلیم بنی رہیں۔ اس نقطہ نظر سے انہوں نے ابتدا ہی سے بچوں کو دونوں زبانوں سے واقف کرنا ضروری سمجھا تھا اور ان کی تعلیم میں دونوں قسم کے نصاب شامل کر لیے تھے۔ چنانچہ پنجابی زبان کے مشہور نصاب 'واحد باری، اور 'رازق باری، کے ساتھ ساتھ اردو ہندی کے نصاب 'خالق باری، اور 'حمد باری، بھی درس میں پڑھائے جاتے تھے۔''(28)

تو گویا دوسرے لفظوں میں پنجاب میں پنجابی زبان کے زمانہ قدیم میں بطور ذریعہ تعلیم ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں اور یہ بھی واضح الفاظ میں کہتے ہیں کہ وارث شاہی عہد میں یہ کتب پنجاب کے مکاتب میں عام طور پر پڑھائی جاتی تھیں۔ کتب کا ذکر یوں کرتے ہیں:

''(۱) 'رازق باری، از اسماعیل، تالیف ۱۰۷۱ھ، (۲) 'رازق باری، از مصطفیٰ ۱۰۸۵ھ، (۳) 'ایزد باری، از کھرمل ۱۱۰۵ھ، (۴) 'اللہ باری، از امید ۱۱۹۶ھ، (۵) 'ناصر باری، از مفتی شمس الدین ۱۲۰۸ھ، (۶) 'صنعت باری، از گنیش داس بڈھرہ قانون گوئی ۱۲۲۰ھ، (۷) 'قادر باری، از مظفر ۱۲۲۳ھ، (۸) 'واسع باری، از یکدل ۱۲۳۱ھ، (۹) 'رحمت باری، از مولوی رحمت الہ ۱۲۳۲ھ، (۱۰) 'فارسی نامہ، از عبدالرحمٰن قصوری، (۱۱) 'نصاب ضروری، از خدا بخش، (۱۲) 'اللہ باری، (دیگر)، (۱۳) 'بادسہل' (۱۴)

'اعظم باری'' (۱۵) 'صادق باری'' (۱۶) 'فارسی نامہ، از شیخ محمد، اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جن کے زمانہ تالیف سے ہم ناواقف ہیں۔ بہرحال یہ فہرست ہے اس نصاب کی جو فارسی کے اکتساب کے خیال سے بہ زبان پنجابی تیار کیا گیا ہے۔''(29)

اس کے علاوہ بارک اللہ کے بیٹے حافظ محمد ۱۸۱۵ء۔۱۸۹۴ء نے فقہ کی کتاب 'انواع محمدی، لکھی۔ یہ جید عالم اور زود گو شاعر تھے۔ تفسیر محمدی (۷ جلدیں) 'زینت الاسلام'' 'احوال الآخرت ،اور'سیف السنۃ، ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ اس کے علاوہ مولوی محبوب عالم نے رسالہ 'تہذیب الصلوٰۃ، اور رسالہ 'ترتیب الصلوٰۃ، پنجابی نظم میں لکھ کر فقہی ادب میں اضافہ کیا۔ پنجابی زبان کے الگ الگ لہجوں پر مشتمل یہ اسلامی مواد نظم اور نثر میں یکساں طور پر میسر تھا۔ دیہات ہوں یا شہر آج بھی مقامی لوگوں کے ذہنوں پر انہی عقائد کی مہر ثبت ہے۔ دنیاوی تعلیم تو سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر آج حاصل کی جا سکتی ہے، مگر مندرجہ بالا بیان شدہ لٹریچر پنجاب کے مسلمانوں کے عقیدہ کو راسخ کرنے میں انتہائی مدد و معاون ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک ایسا علمی خزانہ ہے جس کو از سرِ نو مدوّن کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

☆☆☆

حوالے:

(۱) محمد عبداللہ، رسالہ بے نمازاں و بے روزاں، س۔ن، لاہور، ص۸

(۲) محمد عبداللہ، رسالہ بے نمازاں و روزاں، ص۱

(۳) مولوی عبدالکریم جھنگوی، نجات المؤمنین، مرتبہ حمید اللہ شاہ ہاشمی، ایڈیشن اوّل، عزیز بک ڈپو، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص۲۴

(۴) ایضاً، ص۲۴

(۵) حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، حصہ اوّل، طبع دوم، ۱۹۹۸ء، ص ۶۸

(۶) ضیا محمد، یادگار وارث، ص۴۳

(۷) مولوی عبدالکریم جھنگوی، نجات المؤمنین، مرتبہ حمید اللہ شاہ ہاشمی، ایڈیشن اوّل، عزیز بک ڈپو، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص۲۴

(۸) مواعظ نوشہ پیر مرتب شرافت نوشاہی، ۱۳۸۸ھ، سال تصنیف ۹۰۰ھ، مطبوعہ فیاض پرنٹنگ، لاہور، ص ۲۸

(۹) ایضاً، ص ۳۱

(۱۰) حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، حصہ اوّل، طبع دوم، ۱۹۹۸ء، ص ۶۸

(۱۱) ایضاً، ص ۴۸۶

(۱۲) حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، حصہ اوّل، طبع دوم، ۱۹۹۸ء، ص ۶۸

(۱۳) وارث شاہ، ہیر، عبدالعزیز بار ایٹ لاء، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۳۷

(۱۴) ایضاً، ص ۳۷

(۱۵) احمد حسین قریشی، پنجابی ادب کی مختصر تاریخ، ص ۵۹

(۱۶) حافظ برخوردار، رسالہ بوہل نماز

(۱۷) شہباز ملک، گویڑ، تاج بک ڈپو، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص۵۲

(۱۸) ایضاً، ص ۵۶

(۱۹) ایضاً، ص ۵۶

(۲۰) عبدالغفور قریشی، پنجابی ادب دی کہانی، ص ۲۶۲

(۲۱) عبدالغفور قریشی، پنجابی ادب دی کہانی، نویں زاویے، ص ۹۵-۴۹۴

(۲۲) احمد حسین قریشی، پنجابی ادب کی مختصر تاریخ، ص ۱۱

(۲۳) ڈاکٹر سید اختر جعفری، نویں زاویے، ص ۴۹۵

(۲۴) ایضاً، ص ۹۷-۴۹۶

(۲۵) اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب

(۲۶) حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، حصہ اوّل، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، طبع دوم، ۱۹۹۸ء،

(۲۷) حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، حصہ اوّل، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، طبع دوم، ۱۹۹۸ء، ص ۶۸

(۲۸) ایضاً

(۲۹) ڈاکٹر نوید شہزاد، اردو ہندی تنازع اور پنجابی زبان، سانجھ، ۲۰۱۶ء، ص ۳۴